بابری مسجد کے انہدام کے بعد ملک کے چار صوبوں یوپی، مدھیہ پردیش، راجستھان اور ہماچل پردیش میں جو اسمبلی انتخاب ہوئے اس میں عوام نے فرقہ پرست طاقتوں پر محض طرحا ضرب کاری لگائی اس سے ہر محب وطن کو اس بات کا اطمینان نصیب ہوا ہے کہ ملک میں اکثریت سیکولر ذہن کے لوگوں کی ہی ہے اور وہ فرقہ پرست طاقتوں کی تخریب کاری پر، جب بھی ملک پر کوئی نازک وقت آن پڑے، اظہار نفرت کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں۔ ابھی فرقہ پرست طاقتیں عوام کی اس مار سے سنبھل نہیں پائی تھیں کہ عوام الناس نے کرناٹک اور آندھرا پردیش کے حالیہ اسمبلی انتخابات میں ان فرقہ پرست طاقتوں کو مزید ضرب شدید لگادی ہے تاکہ ہندوستان میں اعلانیہ یا خفیہ طریقے سے فرقہ پرستی کے گندے کھیل میں ملوث طاقتیں ہندوستان کی سالمیت، یکجہتی اور ترقی و کامیابی کے راستے میں ہمیشہ کے لئے روڑہ نہ بن سکیں۔

کرناٹک میں جہاں عوام نے جنتا دل کو ایک بار پھر حکومت کی باگ ڈور سونپ دی ہے وہیں اس کی پڑوسی ریاست آندھرا پردیش میں این ٹی آر کی قیادت میں تیلگو دیشم کو حکومت بنانے کا موقع فراہم کردیا ہے ــــ دونوں صوبوں میں کانگریس برسراقتدار تھی مگر دونوں ہی صوبوں میں کانگریس کی اتنی زبردست اکثریت ہونے کے باوجود فرقہ پرست طاقتیں جس طرح کھلے عام ہندوستان کی سالمیت اور سیکولر آئین کے لئے چیلنج و خطرہ بنی ہوئی تھیں اس کے پیش نظر عوام کی بڑی اکثریت کو کانگریس کی پر شک ہونا قدرتی بات تھی۔ اور ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ کانگریس دو گھوڑوں پر سوار رہتے ہوئے اس ملک میں فرقہ پرستوں کو خوب دندنانے کا موقع فراہم کئے ہوئے ہے۔ اور ہندوستان کے عوام کو نہ صرف بھولا بھالا ہی سمجھتی رہی ہے بلکہ اس حد تک انھیں ناخواندہ بھی تصور کئے بیٹھی دوران میں صرف نعروں اور فرقہ پرستی کے خلاف ایک آدھ تقریر و اشتہار ہی سے عوام کا دل جیت کر الیکشن میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے حکومت پر قبضہ کرنا کوئی مشکل نہ ہوگا مگر اس کا یہ خیال خام خیال ثابت ہوا۔ عوام نے سمجھداری دکھائی اور کانگریس کو اس کے اپنے راستے سے ہٹ جانے کی سزا دیدی۔

آندھرا پردیش کے شہر حیدرآباد میں الکبیر ذبیحہ خانہ پر فرقہ پرستوں کی یلغار اور اس کے خلاف خواہ مخواہ شور شرابہ، واویلا اور کرناٹک میں ہبلی شہر عیدگاہ میدان میں فرقہ پرستوں کی فرقہ پرستی کا

ننگا ناچ اور شہر بنگلور میں الیکشن سے کچھ وقت پہلے ٹیلی ویژن پر اردو خبروں کے ٹیلی کاسٹ پر فرقہ پرستوں کا احتجاج اور اس پر زبردست فساد و ہنگامہ آگ زنی جس کے نتیجہ میں کئی بے گناہ انسانوں کا قتل عام اور کروڑوں روپے کی املاک کی تباہی و بربادی کا نظارہ عوام نظر انداز کرنے کو تیار نہیں ہوئے اور انہوں نے الیکشن میں اس پر اپنی اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کانگریس اور بھارتیہ جنتا پارٹی دونوں کو ہی اقتدار کی دہلیز سے دُور پھینک دیا۔

اس سلسلے میں نامناسب نہ ہوگا اگر ہم مقامی ہندی معاصر روزنامہ "نو بھارت ٹائمز" کے انتہائی قابل تجزیہ نگار کے مضمون سے چند پیراگراف نقل کریں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ آندھرا اور کرناٹک میں برسر اقتدار جماعت کانگریس کو شکست کا سامنا کیوں کرنا پڑا — "مسلم ووٹروں نے کانگریس کو ووٹ نہیں دیا۔ آبادی کی نظر سے دیکھیں تو کم از کم ۶۰ انتخابی حلقوں میں مسلم ووٹروں نے تیلگو دیشم کے حق میں پلڑا جھکایا ہے۔ مسلم ووٹروں نے کانگریس کے حق میں ووٹ کیوں نہیں دیا یہ بھی مطالعہ کرنا ہوگا۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ بابری مسجد کے معاملے کو لیکر مسلم ووٹر بھاجپائی وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کے ساتھ ساتھ نرسمہاراؤ کی مرکزی حکومت کو بھی ملزم مان رہا ہے اس کی یہ بھاؤنا اتنی زبردست ہے کہ ریزرویشن کا لالچ بھی اسے مطمئن نہیں کر پایا۔ کانگریس اکثر برہمنوں مسلمانوں اور پچھڑوں کی حمایت سے کامیاب ہوتی رہی ہے پر اب یہ سلسلہ بدل چکا ہے پچھڑے بھی پہلے کی طرح اب کانگریس کے ساتھ نہیں ہیں ..... کرناٹک میں بھی حالت کم و بیش ایسی ہی رہی۔ یہاں بھی کانگریس کو مسلمانوں کے ووٹ نہیں ملے۔ مسلم اکثریتی والی کم از کم ۵۰ سیٹوں پر جنتا دل کامیاب رہا ۴۵ اسمبلی حلقوں میں جہاں مسلم ووٹروں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی برسر اقتدار جماعت کی شکست کی اصل وجہ یہی ہے۔ آندھرا کی طرح یہاں بھی کانگریس سرکار کا چہرہ اُجلا نہیں تھا۔"

قدرتی بات تھی کہ کانگریس کی ان دو صوبوں میں شرمناک شکست کی وجہ سے کانگریس کے اندر بے چینی کا پیدا ہونا — چنانچہ کانگریس کے ممتاز رہنما اور مرکزی حکومت کے سینئر ترین وزیر جناب ارجن سنگھ نے اپنی وزارت سے استعفیٰ دیتے ہوئے وزیر اعظم جناب پی وی نرسمہاراؤ کو

خدمت میں ایک طویل خط میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ کانگریس کی شکست کی دیگر وجوہات میں ایک بڑی وجہ اقلیتوں کے اندر بے چینی کا پیدا ہونا ہے انہوں نے انتباہ کیا ہے کہ آئندہ پانچ صوبوں میں مہاراشٹر، گجرات، بہار وغیرہ میں کانگریس کو شکست سے بچانے کے لئے بہتر ہوگا کہ ہم اقلیتوں میں پیدا ہوئی بے چینی اور عدم تحفظ کے احساس کو دُور کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کانگریس کے لئے اپنی بقار کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ وہ بابری مسجد کی مسماری کے لئے ہندوستانی مسلمانوں سے معافی مانگ لے ــــ ہم نہیں سمجھتے کہ عام کانگریسی جناب ارجن سنگھ کے اس نظریہ سے کہاں تک اتفاق کرے گا۔ یہ کانگریس کا اندرونی معاملہ ہے۔ لیکن بہر حال ہم یہاں یہ کہے بغیر نہ رہیں گے کہ کانگریس اس نظریہ و پلیٹ فارم سے بھٹک گئی ہے یا بھٹک رہی ہے جو گاندھی جی کا نظریہ تھا یا جواہر لال نہرو، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمانؒ اور مفکر ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رح کا بنایا ہوا پلیٹ فارم تھا ــــ اب بھی وقت ہے کہ کانگریس اپنے نصب العین پر صحیح معنوں میں قائم ہو جائے۔ سیکولر آئین ملک کی یک جہتی سالمیت اور بقار کے لئے ضروری ہے اور جو اس کے تحفظ کے لئے میدانِ عمل میں آئے گا وہ ہی ہندوستان پر حکومت کرنے کا حقدار ہوگا۔

۱۹۹۵ء کے شروع ہینے جنوری کی پہلی اور دوسری تاریخ کو دہلی میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے متعدد باعمل ناظم اعلیٰ کی مساعی جمیلہ کے طفیل مُسابقہ تجوید و حفظِ قرآن کریم کا دو روزہ پروگرام بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں ملک کے کونے کونے سے مثلاً مالیگاؤں بنگلور، مہاراشٹر، آندھرا پردیش وغیرہ وغیرہ اور غیر ممالک سے بھی بڑے بڑے نامی گرامی قرار نے شرکت کی۔ ہندوستان کے نامور مدارس دینیہ کے طلبار کی اکثریت نے جس ذوق و شوق کے ساتھ اس پروگرام میں حصہ لیا اسے دیکھ کر دینی حلقوں میں اطمینان و خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اختتامی پروگرام کی صدارت مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر جناب ڈاکٹر شمس الحق عثمانی صاحب نے فرمائی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام کل ہند مسابقہ تجوید و حفظ قرآن کریم کا یہ دو روزہ پروگرام جن اغراض و مقاصد کے تحت عمل میں لایا گیا وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسلمانوں کی زندگی کے ہر امر میں قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دلانا۔